حج: تربیت نفوس اور تہذیب اخلاق کا بہترین موقع

از: مولانا عبدالوہاب خلجی

سابق ناظم عمومی مرکز جمعیت اہلحدیث دہلی

بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ والصلوۃ والسّلام علی رسول اللّٰہ، واشھد ان لاالہ الا اللّٰہ واشھد انّ محمّد عبدہٗ ورسولہ: اما بعد:

ربّ کائنات اور بنی آدم کے مومنین صادقین کے تزکیۂ نفس کو فوز وفلاح کا ذریعہ بتایا ہے ''قد افلاح من تزکیّٰ'' اور ''قد افلاح من زکّاھا'' جیسی آیات قرآنی اس کی شاہد ہیں، خود تاریخ انسانی کی سب سے معتبر اور باوقار ہستی نے رب العالمین سے تقویٰ تزکیہ نفس کی دعامانگی ''اللّٰھم اعطِ نفسی تقواھا وزکھا انت خیر من زکاھا'' بارالہا! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اسے تزکیہ کی دولت سے مالا مال فرما، تو سب سے بہتر اس کا تزکیہ فرمانے والا ہے۔

اس سے تربیت نفس اور تہذیب اخلاق کی اہمیت کا اظہار بھی ہورہا ہے اور اس امر کا اعتراف بھی کہ رب ذوالجلال کی توفیق اگر شامل حال نہ رہی تو انسان بدتوفیقی کا شکار ہوکر بے تربیت اور غیر مہذب رہ جائے گا۔

اسلام نے تہذیب وتزکیہ کے لئے جو عبادات ہم پر فرض کی ہیں، ان میں چوتھا رکن حج بھی ہے، جس کی ادائیگی کے بعد نفس انسانی کی تربیت کی راہ آسان ہوجاتی ہے، بلکہ اس کی قبولیت کے بعد حج مبرور بن کر جنت کا ضامن ہوجاتا ہے جو سعادت انسانی کی آخری منزل ہے۔

دراصل حج کی نیت کرتے ہی عازم حج کے کردار وعمل میں نمایاں تبدیلی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں، زندگی کے عام معمولات میں صالحانہ تغیر پیدا ہوجاتا ہے، اسے فکر ہوتی ہے کہ رب کائنات کے پاک گھر کی زیارت کرنی ہے، جو دنیا کے بتکدوں میں اللہ کا پہلا گھر ہے، ہمارا قبلہ ہے، جس کا استقبال ہماری عبادت اور نماز جیسے فریضے کا رخ متعین کرتا ہے، جسے اگر شعوری طور پر نظر انداز کردیں تو وہ عبادت ہی رائیگاں چلی جائے گی۔ عازم حج اس تصور سے ہی ایک پابند دین مسلمان کے پاکیزہ پیکر میں ڈھلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

اب اسے احرام کا لباس زیب تن کرنا ہے، ایک ایسا لباس جو ہمارے ایمان کے مطابق وحی

الٰہی کی روشنی میں پیغمبر اسلامؐ کا متعین فرمایا ہوا ہے، جو دنیا کے عام ملبوسات کے مقابلے میں انتہائی سادہ اور تمام تر تکلفات سے پاک ہے، یہ لباس کیفیت دل کو بدلنے کی تاثیر رکھتا ہے، جس کی سفیدی عازم حج کو سادہ مزاجی کی تعلیم دیتی ہے، دنیا کے تمام رنگوں کے خالق کے دربار میں عازم حج کی پذیرائی اس طرح ہورہی ہے کہ وہ سادگی کی تصویر بنا ہوا ہے اور یہی سادگی اس کے نفس کی تربیت اور اخلاق کی تہذیب کے لئے نسخۂ عظیم ثابت ہوتی ہے۔

عازم حج اب اپنے مستقر ومقام سے روانہ ہوتا ہے گونا گوں تصورات کے ساتھ اب اس کی زندگی میں انقلاب کا دور شروع ہوتا ہے، ہزاروں فٹ کی بلندی پر یا شاہراہوں پر یا سمندر کے سینے کو چاک کرتا ہوا وہ میقات کے قریب ہوتا ہے محاذات میقات پر احرام زیب تن کرتا ہے، اب نیت کرنی ہے، یہ نیت نیت صادقہ ہوگی، یہاں نفس کو یہ بتادینا ہے کہ سچی نیت کے بغیر یہ ساری تگ ودو اور مال ومنال کا صرفہ رائیگاں چلا جائے گا، کیونکہ ''انّما الاعمال بالنّیات'' اگر نیت درست نہیں تو اعمال برباد ہوجائیں گے۔

اب عازم کے لب پر حج کا وہ ترانہ ہے جس سے درو بام گونجتے ہیں اور جس کی خوشبو سے وادیاں مہکتی ہیں: لبّیک اللّٰھم لبّیک،لاشریک لک لبیک، ان الحمد والنعمة لک والملک، لا شریک لک۔"

یہ چند کلمات زبان سے بآواز بلند ادا ہوتے ہیں، یہ لفاظی نہ ہو، زبان اگر دل کی ترجمان بن جائے ،تو مالک حقیقی کے دربار میں جاتے ہوئے غیر اللہ کی عبادت کا ہر بیان، ہر طریقہ اور ہر جذبہ باطل قرار پائے گا اور نفس کی تربیت اس طرح ہوگی کہ بندہ صرف اسی ایک کا ہوکر مؤحد حقیقی قرار دیا جائے گا۔

شرکیہ جذبہ وعمل کے ساتھ دربار الٰہی کی حاضری مشرکین مکہ کے عبادت وعمل کی مانند نا قابل قبول ہوگی، جو اپنے مشرکانہ جذبے کی تسکین کے لئے ''لاشریک لک'' کے اعتراف کے ساتھ'' الا شریکا ھولک،تملکه و مالمک'' کا لاحقہ لگادیا کرتے تھے۔ تیرا کوئی شریک نہیں، ہاں ایک شریک ہے جو تیرا ہے۔تو ہی اس کا مالک ہے، اسے ملکیت کی قدرت نہیں۔

آج بھی جو برادران اسلام'' مدینے کے حاجی زندہ باد'' جیسے نعروں کی گونج میں گھروں سے رخصت ہوتے ہیں، انہیں اپنے حج بلکہ عقیدے کی خیر منانی چاہئے ، اگر توبہ نہیں کی گئی تو وہ حج تربیت

نفس اور تہذیب اخلاق کا وسیلہ بہر حال نہیں ثابت ہوگا۔

حضرات گرامی ! عازم حج اپنی زندگی کے یہ گراں قدر لمحات اللہ کی یاد میں گذار رہا ہے ، مقصد بھی یہی ہے کہ ''ایام معلومات''میں ذکر اللہ کی لذت سے آشنا ہوجائے ''ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایّام معلومات ''[۱]

اللہ کی یاد میں شب وروز گذارنے والا مرد مومن ہی صحیح معنی میں زندہ ہے ، ورنہ غفلت کی زندگی بسر کرنے والا بظاہر زندہ مگر حقیقتاً مردہ ہوگا ، بفرمان نبوی ''مثل المومن الذی یذکر ربہ والذی لایذکرہ مثل الحی والمیت''

ذکر الٰہی میں مشغول اسی ذاکر کو قلبی اطمینان وسکون میسر ہوں گے، قرآن میں فرمایا گیا: ''الا بذکراللّٰہ تطمئن القلوب۔''[۲]

دوران حج عازم حج کو ذکراللہ کے مواقع بکثرت نصیب ہوتے ہیں، جس سے سکون قلب پاکر زندگی کو درست انداز میں استوار رکھنے کی سعادت لازماً حاصل ہوجاتی ہے۔

اب ہمارا یہ بھائی حج کی نیت دل میں رکھتے ہوئے مکہ وارد ہوتا ہے ، جو مقدس شہر ہے ، بلد امین ہے، بقول علّامہ امیر شکیب ارسلان:'' دنیا کی معنوی جنت ہے، زمین میں عبادت الٰہی کا فردوس بریں ہے'' اس شہر میں آمد بندۂ مومن کے حق میں اللہ کا انعام ہے، جہاں کی حاضری اپنے دامن میں منافع کی ایک دنیا سمیٹے ہوئے ہے۔ لیشھدوا منافع لھم [۳] یہ منفعت دنیوی بھی ہے اور اخروی بھی۔ یہاں آکر انسانی زندگی کے سنورنے کے آثار پیدا ہوتے ہیں، جو منفعت یہاں حاصل ہوتی ہے وہ کسی دیگر منفعت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

اب وہ مسجد حرام کی جانب عاجزانہ بڑھ رہا ہے۔ بھیڑ بھاڑ ہے، بندگان الٰہی کا ہجوم ہے، وہ اپنے آپ کو سنبھال رہا ہے ، خود نہ گرے، کوشش ہے کہ دوسرے کو بھی اپنے کسی عمل سے گرنے نہ دے، ہر قدم اس کے حسن خلق کا نمائندہے، اب کعبہ سامنے جلوہ گر ہے، اس کی دلآویزی ہزاروں برس سے قائم ہے، اسی لئے تو لوگ اس پر نثار ہیں، پروانہ وار نثار ہیں، طواف کا آغاز ہورہا ہے ، یہ سات شوط، چکر کیا ہیں، انسانی زندگی کو اللہ کے گھر سے وابستہ رکھنے کا ذریعہ ہیں، حجر اسود کے استلام سے آغاز ہوا۔ پھر ہر چکر میں اسے چوما جارہا ہے ، یہاں نفس مومن کو قائل کرنے کی ضرورت ہے کہ پتھر کو صرف اسی مقام پر چومنے کا جواز ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس پر اپنے لب رکھے تھے۔ اور

''خذوا عنی مناسککم '' کے تحت ہم اسی طریقہ کو اختیار کررہے ہیں۔ دیکھیں ! اب مقام ابراہیم سے قریب ہوکر اس کے پیچھے یا ہجوم میں کسی بھی جگہ کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی جارہی ہے۔

یہاں سے آگے بڑھ کر سعی کی جانب گامزن ہیں، یہ صفا ہے۔ وہ مروہ ہے۔ ۳۴۷ رمیٹر کا فاصلہ ہے۔ ہر شخص سعی میں مگن ہے، چڑھتے اترتے دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے،''میلین اخضرین'' دو سبز نشانات کے درمیان دوڑ لگانی ہے، یہاں سنجیدگی کا پیکر بنی ہوئی عالی جاہ ہستیاں بھی اپنی تمام تر متانت کے باوجود بے ساختہ دوڑ پڑتی ہیں، جو اپنی عام زندگی میں تیز قدموں سے چلنا بھی وقار کے منافی سمجھتی ہوں گی۔ کیوں ؟ اس لئے کہ اب تربیت نفس کا حسین موقع حاصل ہوگیا ہے ، پیغمبر اسلامؐ دوڑے تھے، ہمیں بھی دوڑ لگانی ہے، مگر اس استثناء کے ساتھ کہ ایک خاتون مائی ہاجرہ کی یاد گار ہوتے ہوئے بھی خواتین اسلام کے قدم اس دوڑ میں شامل نہیں ہوں گے۔ یہاں بھی وہ مقام آگیا ہے کہ عقل انسانی کو سنت نبوی کے زیر اثر رکھ کر اپنی اسلامی تربیت کرنی ہے۔

میرے محترم بھائیو! ہم اب تک شہری زندگی کی فضاؤں میں تھے۔ زندگی میں پاکیزگی کا ہالہ وہاں ضرور بنا ہوا تھا، مگر اب ایک وادی تک آنا ہے جہاں تربیت نفس کے بڑے حسین مواقع منتظر ہیں، یوم الترویہ کو احرام زیب تن کرکے وادی منی میں نویں ذی الحجہ کی شب گذارنی ہے۔ یہاں خیموں کی بستی ہے ، جو تمام تر سادگی کا نمونہ ہے۔ جس سے ہمیں سادگی بھرپور تواضع اور انکساری کا درس لینا ہے اور اخلاقیات کے باب میں اپنی مومنانہ سادگی کے ایک زریں صفحہ کا اضافہ کرنا ہے کیونکہ ایسے مواقع زندگی میں باربار کہاں ملتے ہیں۔

فضلائے ملت ! ۹ر ذی الحجہ کی تاریخ امت محمدیہ کے لئے بڑی اہمیت کی حامل رہی ہے، جملہ عازمین حج آج منیٰ سے میدان عرفہ کی جانب کوچ کرتے ہیں، سفر میں وہی متانت ہے جو ایک مسلم مسافر کا شعار ہے ، ہر کوئی تلبیہ لبّیک اللّٰھم لبیک کہتے ہوئے رواں دواں ہے، نبی اکرمؐ نے فرمایا: '' الحج عرفه '' عرفہ میں آمد کے بغیر حج ہوگا ہی نہیں۔

آج کا دن تہذیب وتربیت اور تزکیہ نفس کے حوالے سے عازم حج کے دل میں خوشی کی لہریں پیدا کررہا ہے، رب کریم کی رحمتوں سے اپنا دامن بھرنے کے لئے ہر کوئی بے قرار ہے، یہ وہی دن ہے جس دن رووف ورحیمؐ کی زبان مبارک سے حقوق انسانی کا عظیم ترین دستور سنایا گیا تھا، آپ کا یہ عظیم الشان خطبہ ہمیں انسانیت کا درد محسوس کرنے کا پیغام دے رہا ہے، رنگ ونسل کے سارے

امتیازات ختم کرنے، تقویٰ کو معیار قرار دینے اور آدم کے پتلے کو مٹی سے تشکیل دینے کی بات کہہ کر پوری کائنات کو اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا، جس کی یاد سبھی عازمین کو دلائی جاتی رہنی چاہئے کہ یہ تربیت نفس اور تہذیب اخلاق کے لئے نسخۂ کیمیا ہے۔

اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ آج توبہ قبول ہوتی ہے، دعائیں سنی جاتی ہیں، التجائیں منظور ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مقام پہ آکر انسان گنہگار اور ظالم خواہشات سے تائب ہوکر آنسو بہانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ بلا خوف وتردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہاں جتنے آنسوؤں کے قطرات ٹپکتے ہیں دوسرے ادیان وملل کے ماننے والوں کے یہاں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آخراس ماحول میں اگر تربیت کا عمل فروغ نہ پائے تو بدقسمتی کے سوا اسے اور کیا کہیں گے؟

حضرات گرامی! دس ذی الحجہ یعنی قربانی کا دن۔ آج متعدد امور انجام دینے ہیں، رمی جمرۂ کبریٰ، شیطان بزرگ کو سات کنکریاں ماری جائیں، قربانی اور پھر قصر یا حلق۔ بال کٹائے جائیں یا منڈوائے جائیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کی یاد میں سنت کے مطابق قربانی دی جاتی ہے، یہ عمل منیٰ کے علاوہ مسلمانان عالم حسب توفیق انجام دیتے ہیں، جو تربیت نفس اور تہذیب اخلاق کا ایک مؤثر وسیلہ ہے۔ قربانی کے بغیر عظمتوں کا حصول دشوار ہوتا ہے، اور یہ قربانی گوشت اور خون کی قربانی نہ ہوکر اصل مقصود خشیت الٰہی اور رب کریم وعزیز کا تقویٰ ہے، جس سے نفس انسانی کی اصلاح ہوتی ہے۔ یہاں وہ فیضان نظر بھی سامنے رکھنا ہے جس نے حضرت اسمٰعیلؑ کو فرزندی کے آداب سکھائے تھے، اس طرح ہم ایک امتی کی حیثیت سے حج کے مطلوبہ منافع حاصل کرتے ہوئے اپنے آپ کو وہ مومن کامل بنا سکتے ہیں جس کی بشارت نبی اکرمؐ نے اس طرح دی تھی ''من حج للّٰہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه'' جس نے فسق وفجور سے بچ کر خالصتاً اللہ کے لئے حج کیا وہ اس دن کی طرح پاک اور منزہ ہوجائے گا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (متفقہ علیہ)

ان معروضات کی روشنی میں یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ حج انسان کو نیک، صالح اور باکردار انسان بنانے کا ایک عظیم ذریعہ اور نفیس موقع ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سعودی حکومت نے حجاج کرام کی سہولت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے جو انتظامات کئے ہیں ان کو سراہا جائے لیکن ان لوگوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا بھی ضروری ہے کہ دنیا بھر سے جمع ہونے والے حجاج کرام ان کے مہمان

ہیں اور ان کی مہمان نوازی میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ حج ابراہیمی کے دوران مقامات حج کی فضائیں انتہائی لطیف اور بڑی پاکیزہ رہیں تاکہ سرزمین امن الٰہی میں پہنچ کر ہر انسان ہر اعتبار سے اپنے آپ کو محفوظ اور تروتازہ محسوس کرے۔

روز مرہ کے مسائل میں الجھے ہوئے کلمہ گو افراد ملت جو اس رکن کی ادائیگی کی طاقت رکھتے ہوں، انہیں اس جانب توجہ کرتے ہوئے رخت سفر باندھ لینا چاہئے۔

اللہ ہم سب کو حج جیسے اہم فریضہ اسلام کی ادائیگی اور اس کے منافع کے حصول کی توفیق بخشے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔

حوالے:

۱۔سورہ الحج: ۲۸
۲۔سورہ الرعد ۲۸
۳۔سورہ الحج: ۲۸